امریکہ میں اسلام اور اسلامی ادارے

حافظ عمیر الصدیق ندوی۔ دریابادی

امریکہ سے پوری واقفیت تو کولمبس کے تاریخی سفر کے بعد ہی ہوئی مگر بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ کچھ عرب جہاز راں اس سے پہلے ہی بحر اوقیانوس عبور کرکے مشرقی امریکہ کے ساحل تک پہنچ گئے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امریکہ کے مغربی ساحل تک پہنچنے کے لئے انہوں نے نیوزی لینڈ کو ایک تجارتی مرکز کی حیثیت سے استعمال کیا تھا، ان قدیم روابط کا علم بھی حال ہی میں بعض تہذیبی آثار و نقوش کی تلاش و تحقیق کے بعد ہوا ہے۔

کولمبس کے بعد جب باضابطہ نئی دنیا سے پرانی دنیا کے تعلقات قائم ہوئے تو زیادہ تر لوگ یورپ سے آئے تھوڑے مسلمان مزدوروں کی صورت میں افریقہ سے پہنچے ان قدیم مسلم مہاجرین کے بارے میں اطلاعات ناکافی ہیں۔ پھر بھی مختلف ریکارڈوں اور نقوش و آثار سے ان کے وجود اور طرز معاشرت کا پتہ چلتا ہے، ناصر الدین نامی ایک مسلمان کا بھی ذکر ملتا ہے جن کے بارے میں مشہور ہے کہ ایک مصری شاہزادہ تھا جو نیویارک مستقل سکونت کی غرض سے آیا تھا اور مقامی سرخ ہندیوں میں ایک ممتاز حیثیت کا مالک ہو گیا تھا، ممکن ہے کہ وہ اس مملوک خاندان سے تعلق رکھتا ہو جس نے مصر پر ۱۵۱۷ء تک حکومت کی پھر سلطان سلیم عثمانی کے ہاتھوں اس خاندان کا اقتدار ختم ہو گیا، شاید ناصر الدین اسی زمانے میں کسی طرح امریکہ چلا آیا ہو، ایک نام شمالی افریقہ کے ابن علی کا بھی ملتا ہے، جنہوں نے امریکہ کی خانہ جنگی کے دوران اپنے حلیفوں کے شانہ بہ شانہ جنگ کی تھی، ان اہم مہاجرین کے علاوہ بہت سے مسلمان ایسے بھی تھے جنہیں یورپی باشندے افریقہ پکڑ کر لے گئے تھے تاکہ ان سے کام لیں، غلامی کی پابندیوں اور سختیوں کی وجہ سے بہت سے اپنے مذہبی عقائد و روایات پر کاربند نہ رہ سکے اس لئے بہت جلد آنے والی نسلیں اپنے مذہب، زبان اور اسلاف کی روایات سے ناواقف ہو گئیں لیکن کچھ جوان مرد ایسے بھی تھے جو شدید اذیتوں کے باوجود اپنی روایات سے دستبردار

نہ ہوتے اور اسلام کے کچھ نہ کچھ آثار ان کے اندر باقی رہے، سور اور شراب سے اجتناب اور ناموں میں اللہ و محمد سے انتساب ان کی حقیقت کا پتہ دیتا ہے، لیکن اسلامی اداروں اور تنظیموں کی شکل میں ان کے حقیقی اثرات انیسویں صدی کے اواخر میں محسوس ہوئے۔ یورپ میں معاشرتی انقلاب، امریکہ میں غلامی کے انسداد اور جہانبانی کی ترقی کی بنا پر امریکہ میں خوشحالی کے نمایاں آثار نظر آنے لگے، ان حالات کی وجہ سے عالم اسلام سے بڑی تعداد میں مسلمان امریکہ کا رخ کرنے لگے، زار کے زیر اقتدار روس اور اس کے پڑوسی مسلم ممالک سے لڑائیاں بھی مسلمانوں کے ترک وطن کا باعث بنیں۔ اشتراکی انقلاب کے بعد یہ رفتار اور تیز ہوگئی، مشرقی یورپ کے مسلمان بھی دوسری جنگ عظیم کے بعد بڑی تعداد میں امریکہ آکر آباد ہوگئے۔ آج شمالی امریکہ کے بہت سے علاقوں میں تاتاری، قزاقستانی، قرقیشیاتی، البانوی، ترک اور یوگوسلاوی مسلمان مقیم ہیں۔ اس کے علاوہ انیسویں صدی کے نصف آخر میں عرب باشندے بھی اعلیٰ تعلیم کے حصول کی غرض سے امریکہ آئے اس صدی کے اوائل میں تو یہ تعداد خاصی بڑھ گئی اور حالیہ برسوں میں فلسطین سے بھی کافی لوگ آگئے۔ غلامی کے انسداد کے بعد یہاں کے کارخانوں میں باعزت طریقہ سے کام کی غرض سے ہندوستانی اور انڈونیشی محنت کش بھی آئے۔ ان میں مسلمان بھی تھے، اور اب ان کی اولاد مختلف علاقوں میں خوشحالی اور فارغ البالی کے ساتھ رہ رہی ہے۔ ان کی اپنی مسجدیں ہیں، اسکول ہیں اور مضبوط تنظیمیں ہیں، سرینام (ڈچ گیانا) میں مسلمان تقریباً اسی ہزار ہیں جن میں زیادہ تر انڈونیشی نژاد ہیں ٹرینیڈاڈ میں ۶۰ ہزار مسلمان ہیں اور کم از کم ۶۰ مسجدیں برطانوی گیانا میں ۶۵ ہزار مسلمان اور سو سے زائد مسجدیں ہیں، وینز ولا میں ۲۵ ہزار کی مسلم آبادی ہے۔ جمیکا، بارباڈوس اور کراکاؤ میں بھی خاصی مسلم آبادی ہے، ارجنٹائنا کی مسلم آبادی ۲ لاکھ ۵۰ ہزار بتائی جاتی ہے۔ مسلمانوں نے اس صدی کے اوائل میں نسلی اور قومی بنیادوں پر اپنی تنظیموں کی تشکیل شروع کر دی تھی۔ لیکن ان کے ناموں میں بہرحال اسلامی جھلک نمایاں تھی۔ مثلاً تاتاریوں نے ۱۹۲۲ء میں نیویارک میں "امریکن محمڈن سوسائٹی" قائم کی اور عربوں نے ۱۹۲۳ء میں "ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن" کی بنیاد ڈالی۔ ایسی ہی قومی انجمنیں دوسرے شہروں میں بھی قائم ہوئیں جو اکثر اعلیٰ اسلامی اقدار کی بجائے محدود قومی و نسلی خصوصیات کی علمبردار تھیں۔

عالم اسلام کے مختلف گوشوں سے آنے والے مہاجرین کے علاوہ جن کی تعداد جنوبی امریکہ میں ۵ لاکھ سے زیادہ ہے۔ شمالی امریکہ میں بھی مسلم آبادی تقریباً اتنی ہی ہے، ان میں وہ مسلمان بھی شامل ہیں جو عارضی قیام کی غرض سے آئے ہوتے ہیں، بہت سے لوگ مختلف سفارتخانوں، قونصلوں اور اقوام متحدہ کے مسلم ممالک کے دوسرے اداروں سے وابستہ ہیں۔ ان بیرونی مسلمانوں کے علاوہ بہت سے امریکی باشندے بھی حلقہ بگوش اسلام ہوگئے ہیں اگرچہ اس راہ میں کچھ دشواریاں حائل ہیں جن کا باعث وہ صلیبی جنگیں ہیں جو سینکڑوں برس

ہوئی تھیں اور ان سے پیدا ہوتی بہت سی غلط فہمیاں بھی ان دشواریوں کا ایک سبب ہیں، یہ غلط فہمیاں بچوں کی نصابی کتابوں سے ہی شروع ہو جاتی ہیں۔

ایک امریکی کے نقطہ نظر سے اسلام کی تعریف بس یہ ہے کہ اس مذہبی فرقہ کے بانی (حضرت) محمدؐ ہیں۔ جنہوں نے یہودیت اور نصرانیت کی مشترکہ صداقتوں کو اپنایا، اور تلوار کی دھار پر اسے پیش کر دیا، ابھی حال ہی میں نیویارک کے کورٹ ہاؤس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مجسمہ مسلم سفارتخانوں کی درخواست پر ہٹا دیا گیا اس مجسمہ کے ذریعہ حضورؐ کو ایک غضبناک، قوی الجثہ، دیوپیکر صورت میں دکھایا گیا تھا، آپ کے دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے ہیں، ایک ہاتھ میں قرآن، دوسرے میں تلوار ہے۔

اسلام کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ وہ عورت کو محکوم بنا کر رکھتا ہے۔ اور اس پر ناگفتہ بہ مظالم کو روا رکھتا ہے۔ لیکن اس پروپیگنڈے کے باوجود امریکہ کا ذہن اور صاحب علم طبقہ اسلام سے قریب آتا جا رہا ہے، اور اب بے یقینی اور بے چینی کی موجودہ فضا میں دوسرے مذاہب کے پیرو اسلامی تعلیمات میں روحانی سکون محسوس کرتے ہیں اور اس کے متوازن نظام حیات اور معاشرتی عدل و مساوات سے انکی دلچسپی روز افزوں ہے۔ سب سے پہلے جو امریکی مشرف باسلام ہوتے وہ مسٹر الیگزنڈر روسل وب ہیں۔ ۱۸۸۲ء میں بحیثیت قونصل جنرل وہ منیلا گئے تھے، وہاں مقامی مسلمانوں سے روشناس ہوئے، اسلامی تعلیمات نے انہیں اتنا متاثر کیا کہ انہوں نے قبول اسلام کا اعلان کر دیا اور محمد نام رکھا۔ انہوں نے کہا کہ میں تنقیدی مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلامی نظام حیات ہی روحانی تقاضوں کو بحسن و خوبی پورا کرتا ہے۔ کرنل ڈانلڈ الیس راک ویل ایک امریکی شاعر، نقاد اور منصف نے اور ایک اور جویائے حق تھامس (وارث) محمد نے اسلام قبول کیا اور جرأت مندی سے اسلام کے محاسن و خصوصیات بارے میں مضامین لکھے، انفرادی واقعات کے علاوہ مقامی نومسلم عرب سے آئے ہوئے معلمین کی مدد سے تبلیغ اسلام کی اجتماعی کوششوں میں لگے ہوئے تھے، ایک کامیاب داعی صوفی عبدالحمید نامی تھے۔ افریقی النسل امریکی نومسلم تھے۔ اسلام کے ایک اور مشہور داعی مرحوم ڈاکٹر عبدالودود بے تھے۔ جن کے اکثر مضامین ان کی دقت نظری اور وسعت مطالعہ کے غماز ہیں۔

اس صدی کے شروع کے تیس برسوں میں یہ تبلیغی کوششیں حیرت انگیز حد تک کامیاب رہیں ۱۹۳۲ء میں وفات سے قبل صوفی عبدالحمید نے ۲۰۰۰ سے زائد امریکیوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ اب یہ کوششیں صرف تبلیغ اسلام تک ہی محدود نہیں رہیں بلکہ مسجدوں اور قبرستانوں کے انتظام اور بچوں و جوانوں کے لئے اسلامی درسگاہوں کے قیام اور دیگر مذہبی ضروریات کی جانب بھی توجہ کی جانے لگی۔ ۱۹۳۰ء میں نیویارک میں

ایک مورشن اسلامک سنٹر، ڈاکٹر عبدالودود بے اور ان کی بیوی زرقہ بے کی مساعی سے قائم ہوا۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکہ کے تجارتی وصنعتی مراکز میں مسلمانوں کے خوشگوار اضافے نے ایک ایسی مرکزی تنظیم کی اہمیت کا احساس دلایا جو مسلمانوں کے مختلف طبقات کی دیکھ بھال کرے اور ان کی مشکلات کے حل میں مدد دے۔ چنانچہ اس سمت دو قدم اٹھائے گئے ایک، تو واشنگٹن میں اسلامک کلچر سنٹر کا قیام دوسرے امریکہ اور کناڈا میں پھیلی ہوئی مختلف مسلم تنظیموں کے ایک وفاقی مرکز کی تاسیس۔

واشنگٹن میں ایک اسلامی مرکز کے قائم ہونے سے یہ امید تھی کہ اس قسم کا ادارہ اسلام اور مسلمانوں کی مذہبی ضروریات کو بہتر طور سے انجام دے سکے گا۔ چنانچہ زمین خریدی گئی، منصوبہ نے عملی جامہ پہنا اور ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۲ء تک سارا کام انجام پاگیا، ایک شاندار مسجد، اس کے پہلو میں ایک لائبریری، دفتر، چند کلاس روم اور ایک آڈیٹوریم بن کر تیار ہو گئے۔ اس کے جشن افتتاح میں صدر امریکہ بھی شریک ہوتے تھے۔

چند حضرات کا خیال ہے کہ یہ مرکز اسلامی مرکز ہونے کی بجائے سیاحوں کی کشش کا مرکز ہو کر رہ گیا ہے۔ اور اپنے مقاصد میں اس حد تک کامیاب نہیں جتنا اس کی فعال اور ہم آہنگ لیڈرشپ سے توقع تھی۔ لیکن یہ خیال کچھ ہی لوگوں کا ہے۔ اصل یہ ہے کہ مسجد کی خوبصورت عمارت سیاحوں کو خود بخود اپنی جانب متوجہ کر لیتی ہے اکثر لوگ اس مرکز کی شاندار خدمات کے معترف ہیں۔

مسلم تنظیموں کے ایک وفاقی مرکز کے خیال کی تعریف تو بہت سے رہنماؤں کی جانب سے کی جاتی رہی ہے۔ لیکن عملی قدم کیدر ریپڈ کے مسلمانوں نے اٹھایا جن کی مسجد اور سوسائٹی امریکہ میں مسلمانوں کے نقش اولین کی حیثیت رکھتی ہے۔ ۱۹۵۲ء میں اپنے شہر میں ایک اجتماع منعقد کر کے انہوں نے سارے مسلمانوں کو شرکت کی دعوت دی۔ ۴۰ ہزار مسلمانوں نے اس دعوت پر لبیک کہا اور اجتماع میں عام غور و فکر کے بعد طے پایا کہ انٹرنیشنل مسلم سوسائٹی کے نام سے ایک مرکزی انجمن قائم کی جائے اس کے بعد یہ اجتماعات ٹولیڈو اور شکاگو میں منعقد ہوتے۔ تیسرے کنونشن میں اس کا دستور تیار ہوا اور اس سوسائٹی نے فیڈریشن آف اسلامک ایسوسی ایشن کے نام سے ریاستہائے متحدہ امریکہ میں کام شروع کیا۔ اس انجمن کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی فکر اور تہذیب کے لئے زیادہ وسیع میدان عمل مہیا کیا جائے۔ اسلام کی واقعی اور صحیح تصویر کو ہم وطنوں کے سامنے پیش کرنا اور مسلمانوں کی بنیادی تعلیم اور مذہبی ضروریات کی فراہمی بھی انجمن کی اہم ذمہ داری ہے۔ اور اب تو انجمن کے ممبروں کو اخلاقی قانونی اور اقتصادی سہولتیں بھی فراہم کی جانے لگی ہیں۔ انجمن کا ایک بڑا کام یا کارنامہ یہ بھی ہے۔ کہ وہ اسلام کے بارے میں پھیلے ہوئے غلط نظریات وخیالات کے ازالہ میں مصروف ہے۔ اس سلسلے میں وہ یونیورسٹیوں، اسکولوں اور لائبریریوں کو کتابیں فراہم کرتی رہتی ہے۔ "دی مسلم اسٹار" ایک ماہنامہ بھی نکلتا ہے۔ ایک کتابچہ "اسلام" نامی تیس ہزار

کی تعداد میں حال ہی میں تقسیم کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کا ایک ترجمہ بھی " SELECTION FROM THE NOBLE READING " کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ اس فیڈریشن کے زیر اہتمام ---------- امریکہ میں مسلم شماری کا کام بھی ہو رہا ہے۔ اب تک تقریباً ۵ ہزار گھرانوں کا اندراج ہو چکا ہے۔ اسلامی مدارس کو اعلیٰ سطح پر لانے کی غرض سے ایک منصوبہ بھی تیار کیا گیا ہے۔ اس وقت وہ کونسل آف امامز کے زیر غور ہے۔

" دفتر ازالہ غلط بیانی " یہ دفتر اپنی نوعیت کے لحاظ سے فیڈریشن کے پروگراموں کا اہم جزو ہے، اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ دانستہ یا نادانستہ اخباروں، رسالوں، کتابوں، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے۔ اس طرح اسلامی تحریک کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ فیڈریشن اس پروپیگنڈے کا تسلی بخش جواب دیتی رہتی ہے۔ فیڈریشن کے سالانہ کنونشن بھی ملاحظہ کی چیز ہوتے ہیں۔ ان اجتماعات میں فیڈریشن کی تمام ممبر تنظیمیں شریک ہوتی ہیں۔ وسیع اور پُر مغز مباحثے ہوتے ہیں۔ ان میں مقامی مسائل کے علاوہ عالم اسلام کے مسائل کا بھی جائزہ لیا جاتا ہے۔ مختلف ممالک کے وفود بھی ان اجتماعات میں شریک ہوتے اور عالمگیر اسلامی اخوت کے رشتوں کو مضبوط بناتے ہیں۔ فیڈریشن کے پاس ۱۳۷ ایکڑ کا وسیع قطعہ اراضی ہے۔ اب یہ یوتھ کیمپ کے لئے مخصوص ہے۔

مسلم اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن (ایم۔ ایس۔ اے) امریکہ کی یہ دوسری بڑی مسلم تنظیم ہے۔ جو مسلم طلبہ کی جہد مسلسل کی آئینہ دار ہے۔ ۱۹۶۱ء میں اس انجمن کی تشکیل ہوئی۔ بنیادی مقصد اس تنظیم کا ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا ہے جو حسن اخلاق اور پاکیزگی قلب ونظر کا مظہر ہو اور جہاں برائیوں سے بچنے کا جذبہ پیدا ہو، مسلمانوں میں ہم آہنگی اور مسائل کو مل جل کر حل کرنے کی ضرورت ماضی کے مقابلہ میں اب کچھ زیادہ ہی ہے۔ ایم، ایس، اے اسی عظیم مقصد کی خاطر جدوجہد کر رہی ہے، اپنے ممبروں کے لئے تعلیم وتربیت کے پروگرام مرتب کرتی ہے اور کوشش کرتی ہے کہ مذہبی، سماجی، معاشی، اخلاقی، ادبی اور سائنسی میدانوں میں اسلامی روح کار فرما ہو، اسکی ایک شاخ خواتین سے متعلق بھی ہے۔ جو امریکی خواتین میں تیزی سے مقبولیت حاصل کر رہی ہے۔ ایم، ایس، اے کا ایک سہ ماہی ترجمان " الاتحاد " کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ متعدد کتابیں بھی یہ جماعت شائع کر چکی ہے۔

ان کے علاوہ دوسری بہت سی مقامی مسلم تنظیمیں ہیں جن کے " دائرۂ عمل میں مسجدوں کی تعمیر، بچوں کی اسلامی درسگاہوں کا قیام مباحثوں کی مجلسوں کا انعقاد، اور اسلامی تیوہاروں کا انتظام ہے ان کے کارکن زندگی کے عام معاملات میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں، ان تنظیموں کی کوشش ہے کہ امام یا دوسرے الفاظ میں تنظیم کا ڈائریکٹر اسلام کا سچا نمونہ ہو وہ صرف یہی نہیں کہ امامت اور وعظ ونصیحت کے فرائض انجام دے ادارہ کی تنظیمی ذمہ داریوں کا بوجھ سنبھالے اور گوشہ گوشہ سے آئے ہوئے خطوط اور ٹیلیفونوں کا جواب دے

بلکہ وہ رات دن اپنے طبقہ کے افراد کی تکلیفیں دور کرنے اور انہیں مدد پہنچانے کے لئے بھی تیار رہے، اس موقع پر ان حضرات کا ذکر بھی ضروری ہے۔ جو ان اسلامی تنظیموں میں پیش پیش ہیں۔ اس سلسلہ میں نیویارک کے اسلامک سینٹر کے موجودہ ڈائریکٹر ڈاکٹر حسنی جبارہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں، نماز کے متعلق ان کی کتابیں بڑی تعداد میں شائع ہوئی ہیں، امام محمد جواد کی کتاب " INQUIRY ABOUT ISLAM " انگریزی زبان کی اسلامی تصانیف میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔ امام سلیمان، امام وہبی اسماعیل، امام عادل الاثیر، امام کردب ڈاکٹر کامل ایڈریچ، امام عبدالمنعم خطاب، ڈاکٹر محسن البابلی، ڈاکٹر معین الدین، مسٹر قاسم محمود وغیرہ نمایاں ہستیاں ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ ہیں جن کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ فجزاھم اللہ خیر الجزاء۔

سفید فام امریکیوں کے معاون نیگرو بھی اسلام کی طرف مائل ہیں ان کی گرویدگی کا باعث یہ ہے کہ اسلام ایک صاف ستھرا اور سادہ مذہب ہے، وہ عالمگیر مساوات کا حامی ہے۔ اور اپنے ماننے والوں کو عزت و حرمت عطا کرتا ہے۔ بعض وجوہ کی بنا پر نیگرو مسلمانوں نے مخصوص قواعد و ضوابط کے ساتھ اپنی الگ تنظیمیں قائم کر رکھی ہیں یہ تنظیمیں بڑے شہروں مثلاً نیویارک، فلاڈلفیا، شکاگو، کلیولینڈ اور واشنگٹن وغیرہ میں موجود ہیں، لیکن نام سب کے اسلامی ہیں، جیسے دار الاسلام، مسجد یاسین، مسجد المہاجرین، مسجد الامت، انصار الاسلام اور بیعت قرانش عالیجاہ محمد مرحوم کے نیشن آف اسلام سے وابستگی کی بنا پر وہ اپنے آپ کو آرتھوڈکس مسلم کہتے ہیں، آج کل ان کے قائد ولیس محمد ہیں اگرچہ عالیجاہ محمد کے پیرو ابھی پورے طور پر مسلمان نہیں سمجھے جاتے ہیں۔ مگر وہ اسلام سے بہت قریب ہیں، اور کیا عجب ہے کہ آگے چل کر وہ اسلام کے مخلص پیرو بن جائیں۔

تفسیر حقانی مکمل

مولانا عبدالحق حقانی دہلویؒ کی مایہ ناز اور شہرہ آفاق تفسیر فتح المنان المشہور تفسیر حقانی مکمل مدتوں کے انتظار کے بعد شائع ہو چکی ہے۔ دور حاضر کے مسائل کا بہترین حل اس تفسیر کی امتیازی خصوصیت ہے، کوئی بھی لائبریری اس عدیم النظیر تفسیر کے بغیر مکمل نہیں کہلا سکتی۔

آفسٹ کی خوبصورت کتابت و طباعت، سنہری ڈائی دار جلدیں۔ قیمت مکمل پانچ جلدیں ۲۵۰/- دو صد پچاس روپے۔ کمیشن معقول۔ مدارس اور طلبہ کے لئے خصوصی رعایت۔

ناشر:۔ مکتبہ الحسن ۲/۹ لال اسٹریٹ عبدالکریم روڈ قلعہ گوجر سنگھ لاہور

ملنے کا پتہ:۔ اشرف اکیڈمی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد —— لاہور